# بیوہ کا نکاح ثانی

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونگاڑ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# اطائبُ التّھانی فی النّکاح الثّانی

۱۳۱۲ھ

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج و تصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۵۲ ، ڈونٹا ڈاسٹریٹ ، کھڑک ، ممبئی ۹

فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

Scanned with OKEN Scanner

سلسلۂ اشاعت ۲۷۴

نام کتاب ـــــــ اطائبُ التّھانی فی النکاح الثّانی

مصنف ـــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری ۱۳۱۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ـــــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تخریج وتصحیح ـــــــ مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد عباس رضوی

سن اشاعت ـــــــ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

طباعت ـــــــ رضا آفسیٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# پیش لفظ

عروس البلاد ممبئی میں چند مخلصینِ اہل سنّت کی مشترکہ کوشش سے سنہ ۱۹۷۸ء میں رضا اکیڈمی کا قیام ہوا اور اس نے بفضلہٖ تعالیٰ مسلکِ اہلِ سنّت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دردمند اور باشعور سنّی عوام و خواص کے مختلف حلقوں میں اس نے اسلام و سنّیت کی بیش بہا خدمات انجام دے کر کئی شہروں میں اپنی متحرک و فعال شاخیں بھی قائم کیں اور علماء اہل سنّت بالخصوص امام اہل سنّت مجدد دین و ملّت اعلیٰحضرت امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کی کتب و رسائل بڑی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

علماء اہل سنّت اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کی ابتک دو سو چھیاسٹھ (۲۶۶) کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی شائع کر چکی ہے مزید برآں اس سال دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صدسالہ جشن اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کے ۱۵۰ سالہ یوم ولادت کے موقعہ پر دسیوں رسائل رضویہ فتاویٰ رضویہ مترجم شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لاہور سے عکس لے کر شائع ہو رہے ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی اپنے مشن کو دور دراز خطوں اور ہر طبقے تک پہنچانے کیلئے شب و روز کوشاں ہے اور اس کا پیغام بھی یہی ہے کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ و طفیل میں رضا اکیڈمی سے دین و سنّیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے اور اس کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

رضا اکیڈمی ممبئی۔ ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۲ھ / ۲۳ اپریل سنہ ۲۰۰۱ء

# اطائبُ التّھانی فی النّکاح الثّانی

۱۲ ۱۳

## (بیوہ کے نکاح ثانی کے مفصّل احکام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**مسئلہ** از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب

۹ صفر ۱۳۱۲ھ

حمد کے لائق ہے وُہ اک پاک ذات — جس نے پیدا کی یہ ساری ممکنات
اور حبیب اپنے کو بس پیدا کیا — جس سے عالم میں ہوئے نور و ضیا

محمد یعقوب علی خاں خلف پیر محمد خاں مرحوم نظامی چشتی قادری خدمت فیض موہبت میں عرض پرداز ہے کہ یہ فتوی نوشتہ مولوی عبدالرحیم دہلوی نظرِ احقر سے گزرا، اس کے مضمون سے اکثر ساکنانِ ہند اہلِ اسلام پر گناہ درکنار کفر عائد ہوتا ہے، اس واسطے عبارتِ فتوٰی خدمت شریف میں روانہ کر کے طالبِ جواب ہُوں کہ تسکینِ خاطر کی جائے ان اللہ لایضیع اجر المحسنین[1] (بیشک اللہ تعالٰی احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۰

**خلاصۂ فتویٰ** یہ ہے جانو اے مسلمانو! کہ نکاح بیوہ کا ثابت ہے قرآن مجید و حدیث شریف سے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وانکحوا الایامیٰ منکم[1] یعنی نکاح کردو بیوہ عورتوں کا۔

اور فرمایا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے:

النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی[2] نکاح کرنا میری سنت ہے اور جس نے منہ پھیرا میرے طریقہ سے یعنی انکار کیا سو وہ مجھ سے نہیں۔

پس جو لوگ اس سے انکار کریں یا عیب اور بُرا جانیں یا کرنے والوں پر طعن کریں حقیر جانیں ذات سے نکالیں یا نکاح کرنے والوں کو روک دیں نہ کرنے دیں یا ایسی فساد کی بات اٹھائیں جس سے حکم خدا اور سنتِ رسول جاری نہ ہو اور کافروں کی رسم قائم رہے یا جاہلوں کے کہنے سننے کا خیال کرکے خدا اور رسول کا حکم قبول نہ کریں، سو یہ سب قسم کے لوگ کافر ہیں، عورتیں اُن کی نکاح سے باہر ہو جاتی ہیں، نماز روزہ کچھ قبول نہیں، کھانا پینا ان لوگوں کے ساتھ ہرگز درست نہیں جب تک کہ توبہ نہ کریں اس واسطے کہ ان سب صورتوں میں انکارِ حکمِ خدا اور تحقیرِ سنت لازم آتا ہے اور یہ ظاہر کفر ہے جیسا کہ تمام کتابوں میں لکھا اور آیت مذکور کی تفسیر میں آیا ہے کہ جو کوئی عیب جانے دوسرے نکاح کو وہ بے ایمان ہے، پس سب مسلمانوں کو واجب ہے کہ جن لوگوں کے گھر میں بیوہ عورت لائق نکاح کے ہو ان کو سمجھا دیں اور نصیحت کردیں، اور جو نہ مانیں تو تعزیر دیں، اور جو تعزیر کا قابو نہ چلے تو اُن کے گھر کا کھانا پینا بولنا سلام علیک کرنا سب چھوڑ دیں اور اپنی شادی غمی میں اُن کو نہ بُلائیں اور نہ اُن کے جنازے پر جائیں، اگر ایسا نہ کریں گے تو یہ بھی ان کے ساتھ دنیا و عاقبت کے وبال میں گرفتار ہوں گے، سو اے بھائیو! نکاح رانڈوں کا کردو، اور جو نہ مانے اس سے ملنا چھوڑ دو اور ذات سے ڈال دو، نہیں تو تمہارے بھی ایمان جانے کا خوف ہے۔ مکّہ کے سوا سو بزرگوں نے یہ فتویٰ بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اب بھی جو لوگ نہ مانیں گے دنیا میں بے عزّت اور تباہ ہو جائیں گے اور آخر کو بے ایمان مریں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی سال ۱۲۸۸ھ میں عشاء کے وقت ہزار آدمیوں نے دیکھا کہ ایک سُرخی بڑی شدّت کی مدینہ مبارک کی طرف نمودار ہوئی اور بڑی دیر تک رہی پھر تمام آسمان میں پھیل گئی اس ہیبت کی تھی کہ اس کی طرف دیکھا نہ جاتا تھا، مکّہ شریف میں تمام بزرگوں نے فرمایا کہ بڑا بھاری

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/۳۲

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵۷

صحیح مسلم ″ باب استحباب النکاح ″ ″ ۱/۴۴۹

سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

غضب نازل ہونے والا ہے، سو ایک بزرگ کو خواب میں الہام ہُوا کہ یہ سُرخی ہندوستان کی بیوہ عورتوں کا خون جمع ہوکر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے آیا تھا، سو عنقریب ان مسلمانوں پر غضب آنے والا ہے جلد نکاح کردیں ورنہ بھاری وبا آئے گی اور قحط پڑے گا کہ اکثر یزید کی طرح غارت ہوجائیں گے۔ الٰہی! سب مسلمانوں کو ہدایت کر اور غضب سے بچا، آمین یارب العالمین برحمتک یاارحم الراحمین۔

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

## الجواب

اس مسئلہ میں جاہلانِ ہند دو فرقے ہوگئے ہیں: ایک[1] اہلِ تفریط کہ نکاح بیوہ کو ہنود کی طرح سخت ننگ وعار جانتے اور معاذ اللہ حرام سے بھی زائد اس سے پرہیز کرتے ہیں نوجوان لڑکی بیوہ ہوگئی اگرچہ شوہر کا منہ بھی نہ دیکھا ہو اب عمر بھر یونہی ذبح ہوتی رہے ممکن ہے کہ نکاح کا حرف بھی زبان پر نہ لاسکے، اگر ہزار میں ایک آدھ نے خوفِ خدا وترس روزِ جزا کرکے اپنا دین سنبھالنے کو (کہ حدیث میں آیا:

من تزوج فقد استکمل نصف دینہ فلیتق اللہ فی نصف الباقی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والبیھقی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی وسلم۔

جس نے نکاح کیا اس نے اپنا آدھا دین پورا کرلیا باقی آدھے میں اللہ سے ڈرے (اس کو کبیر میں امام طبرانی نے اور امام حاکم وبیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور انھوں نے نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ (ت)

نکاح کرلیا اس پر چار طرف سے طعن وتشنیع کی بوچھار ہے، بیچاری کو کسی مجلس میں جانا بلکہ اپنے کُنبے میں مُنہ دکھانا دشوار ہے، کل تک فلاں بیگم یا فلاں بانو لقب تھا اب دوخصمی کی پکار ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، یہ بُرا کرتے اور بے شک بہت بُرا کرتے ہیں باتباع کفار ایک بیہودہ رسم ٹھہرالینی پھر اس کی بنا پر مباح شرعی پر اعتراض بلکہ بعض صور میں ادائے واجب سے اعراض کیسی جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے، پھر حاجت والی جوان عورتیں اگر روکی گئیں اور معاذ اللہ بشامتِ نفس کسی گناہ میں مُبتلا ہُوئیں تو اس کا وبال ان روکنے والوں پر پڑے گا کہ یہ اس گناہ کے باعث ہُوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] شعب الایمان عن انس بن مالک حدیث ۵۴۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۸۲-۳۸۳

مکتوب فی التوراۃ من بلغت لہ ابنۃ اثنتی عشرۃ سنۃ فلم یزوجھا فرکبت اثما فاثم ذلک علیہ[1]۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن امیر المؤمنین عمر الفاروق و عن انس بن مالک رضی اللہ عنھما بسند صحیح۔

اللہ عزوجل توراۃ شریف میں فرماتا ہے جس کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچے اور وہ اس کا نکاح نہ کردے اور یہ دختر گناہ میں مبتلا ہو تو اس کا گناہ اس شخص پر ہے (اس کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند صحیح روایت فرمایا۔ت)

جب کنواری لڑکیوں کے بارہ میں یہ حکم ہے تو بیاہیوں کا معاملہ تو اور بھی سخت کہ دختر ان دوشیزہ کو حیا بھی زائد ہوتی ہے اور گناہ میں تفضیح کا خوف بھی زائد اور خود ابھی اس لذت سے آگاہ نہیں صرف ایک طبعی طور پر ناواقفانہ خطرات دل میں گزرتے ہیں، اور جب آدمی کسی خواہش کا لطف ایک بار پاچکا تو اب اس کا تقاضا رنگ دگر پر ہوتا ہے اور ادھر نہ ویسی حیا نہ وہ خوف واندیشہ۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت بخشے، آمین۔

دوسرے اہل افراط کہ اکثر واعظین وہابیہ وغیرہم جہال مشددین ہیں، ان حضرات کی اکثر عادت ہے کہ ایک بیجا کے اٹھانے کو دس بیجا اس سے بڑھ کر آپ کریں، دوسرے کو خندق سے بچانا چاہیں اور آپ عمیق کنویں میں گریں، مسلمانوں کو وجہ بے وجہ کافر مشرک بے ایمان ٹھہرادینا تو کوئی بات ہی نہیں، ان صاحبوں نے نکاح بیوہ کو گویا علی الاطلاق واجب قطعی وفرض حتمی قرار دے رکھا ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو بلکہ شرعًا اجازت ہو یا نہ ہو بے نکاح کئے ہرگز نہ رہے اور نہ صرف فرض بلکہ گویا عین ایمان ہے کہ ذرا کسی بناء پر انکار کیا اور ایمان گیا اور ساتھ لگے آئے گئے پاس پڑوسی سب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ کیوں پیچھے پڑکر نکاح نہ کردیا اور اگر بس نہ تھا تو پاس کیوں گئے بات کیوں کی سلام کیوں لیا، بات بات پر عورتیں نکاح سے باہر جنازہ کی نماز حرام، تمام کفر کے احکام، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھلک المتنطعون[2]۔ رواہ الائمۃ احمد و مسلم وابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہلاک ہوئے بے جا تشدد کرنے والے (اس کو امام احمد، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا۔ت)

---

[1] شعب الایمان حدیث ۸۶۷۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۴۰۲

[2] صحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۳۹

وانا اقول وباللہ التوفیق (اور میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔)
حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نکاح ثانی مثل نکاح اول فرض، واجب، سنّت، مباح، مکروہ، حرام سب کچھ ہے صور و احکام کی تفصیل سُنیے:

(۱) جس عورت کو اپنے نفس سے خوف ہو کہ غالباً اس سے شوہر کی اطاعت اور اُس کے حقوق واجبہ کی ادا نہ ہو سکے گی اُسے نکاح ممنوع و ناجائز ہے اگر کرے گی گنہگار ہو گی یہ صورت کراہت تحریمی کی ہے۔

(۲) اگر یہ خوف مرتبۂ ظن سے تجاوز کر کے یقین تک پہنچا جب تو اُسے نکاح حرام قطعی ہے۔

حکم ایسی عورتوں کو نکاح اول خواہ ثانی کی ترغیب ہرگز نہیں دے سکتے بلکہ ترغیب دینی خود خلاف شرع و معصیت ہے کہ گناہ کا حکم دینا ہو گا یہ عورتیں یا ان کے اولیا اگر نکاح سے انکار کرتے ہیں انھیں انکار سے پھیرنے والا جاہل و مخالفِ شرع۔

(۳) جنھیں اپنے نفس سے ایسا خوف نہ ہو انھیں اگر نکاح کی حاجت شدید ہے کہ بے نکاح کے معاذ اللہ گناہ میں مبتلا ہونے کا ظن غالب ہے تو ایسی عورتوں کو نکاح کرنا واجب ہے۔

(۴) بلکہ بے نکاح معاذ اللہ وقوع حرام کا یقین کُلی ہو تو اُنھیں فرض قطعی یعنی جبکہ اُس کے سوا کثرت روزہ وغیرہ معالجات سے تسکین متوقع نہ ہو ورنہ خاص نکاح فرض و واجب نہ ہو گا بلکہ دفع گناہ جس طریقہ سے ہو۔

حکم ایسی عورتوں کو بیشک نکاح پر جبر کیا جائے اگر خود نہ کریں گی وُہ گنہ گار ہوں گی اور اگر ان کے اولیا اپنے حدِ مقدور تک کوشش میں پہلو تہی کریں گے تو وُہ بھی گنہگار ہوں گے، ایسی جگہ ترک وانکار پر بیشک انکار کیا جائے مگر کتنا، صرف اتنا جو ترکِ واجب و فرض پر ہو سکتا ہے، نہ یہ جاہلانہ جبر و قہری حکم کہ جو انکار کرے کافر، جو روک دے کافر، جو نہ کرنے دے کافر، فرائض ادا کرنے یا اُن کی ادا سے باز رکھنے پر آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک ایسے فرض کی فرضیت کا منکر نہ ہو جس کا فرض ہونا ضروریاتِ دین سے ہے، پھر ترک واجب و فرض پر جس قدر انکار و تشدد کر سکتے ہیں وُہ بھی یہاں اس وقت روا ہو گا جب معلوم ہو کہ اس عورت سے اطاعت و ادائے حقوق واجبہ شوہر کا ترک متیقن یا مظنون نہیں کہ ایسی حالت میں تو فرضیت و وجوب درکنار عدم جواز و حرمت کا حکم ہے، پھر یہ بھی ثابت ہو کہ اس عورت کی حالتِ حاجت اُس حد تک ہے کہ نکاح نہ کرے گی تو گناہ میں مبتلا ہو جانے کا یقین یا ظن غالب ہے کہ بغیر اس کے وجوب اصلاً نہیں، اور جب کسی خاص عورت کے حق میں یہ امور بروجہ شرعی ثابت نہ ہوں تو مسلمان پر بدگمانی خود حرام، اور محض اپنے خیالات پر تارک فرض و واجب ٹھہرا دینا بیباک کا کام، پھر امر حاجت میں عورت کا اپنا بیان مقبول ہو گا کہ حاجت نکاح امر خفی و وجدانی ہے جس پر خود صاحب حاجت ہی

کو ٹھیک اطلاع ہوتی ہے جب وُہ بیان کرے کہ مجھے ایسی حاجت نہیں تو خواہی نخواہی اس کی تکذیب کی طرف کوئی راہ نہیں ہوسکتی عُمر وغیرہ کا مظنہ سب جگہ ایک سا نہیں ہوتا مزاج، عقل، حیا، خوف، اشغال، احوال، ہموم، افکار، صحبت، اطوار صدہا اختلافوں سے مختلف ہوجاتا ہے جس کی تفصیل اہلِ عقل و تجارب پر خوب روشن ہے، درمختار میں ہے:

یکون واجبا عند التوقان (المراد شدۃ الاشتیاق کما فی الزیلعی ای بحیث یخاف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج اذ لا یلزم من الاشتیاق الی الجماع الخوف المذکور بحر) فان تیقن الزنا الا بہ فرض، نہایۃ (ای بان کان لا یمکنہ الاحتراز من الزنا الّا بہ لان ما لا یتوصل الی ترک الحرام الا بہ یکون فرضا بحر، وقولہ لا یمکنہ الاحتراز الا بہ ظاھر فی فرض المسألۃ فی عدم قدرتہ علی الصوم المانع من الوقوع فی الزنا فلو قدر علی شئ من ذٰلک لم یبق النکاح فرضا او واجبا عینا بل ھو أو غیرہ مما یمنعہ من الوقوع فی المحرم) وھذا ان ملک المھر والنفقۃ والا فلا اثم بترکہ، بدائع (ھذا الشرط راجع الی القسمین اعنی الواجب والفرض وزاد فی البحر شرطا اٰخر فیھما و ھو عدم خوف الجور أی الظلم قال فان تعارض خوف الوقوع فی الزنا لو لم یتزوج وخوف

اور غلبۂ شہوت کے وقت نکاح واجب ہوتا ہے (اس سے مراد بقول امام زیلعی کے ایسا شدید اشتیاقِ جماع ہے کہ اگر نکاح نہ کرے گا تو وقوعِ زنا کا خوف ہے کیونکہ محض اشتیاقِ جماع کو خوف مذکور لازم نہیں، بحر) پس اگر نکاح کے بغیر زنا یقینی ہو تو نکاح فرض ہے، نہایہ (یعنی نکاح کے بغیر زنا سے بچنا ممکن نہ ہو کیونکہ جس کے بغیر ترکِ حرام تک رسائی نہ ہو وہ فرض ہوتا ہے، بحر۔ اور اس کا قول کہ نکاح کے بغیر زنا سے احتراز ممکن نہیں، ظاہر ہے کہ مسئلہ کی وُہ صورت فرض کی گئی ہے جس میں ناکح روزے رکھنے پر قادر نہ ہو جو کہ زنا سے مانع ہیں لہٰذا اگر وہ روزے رکھنے پر قادر ہو تو نکاح فرض یا واجبِ عین نہ ہوگا بلکہ اسے اختیار ہوگا کہ نکاح کرے یا حرام یعنی زنا سے بچنے کا کوئی اور طریقہ اپنائے) اور یہ وجوب و فرضیتِ نکاح اس صورت میں ہے جب وُہ مہر و نفقہ پر قادر ہو ورنہ ترکِ نکاح میں گناہ نہیں، بدائع (یہ شرط دونوں قسموں یعنی نکاح واجب و فرض کی طرف راجع ہے۔ بحر میں ان دونوں قسموں میں ایک اور شرط کا اضافہ فرمایا ہے اور وُہ یہ ہے کہ جور و ظلم کا ڈر نہ ہو، صاحبِ بحر نے فرمایا کہ عدمِ نکاح کی صورت میں خوفِ زنا نکاح کی صورت میں جور و ظلم کے خوف سے متعارض و

الجور لو تزوج قدم الثانی فلا افتراض بل یکرہ افادہ الکمال فی الفتح ولعلہ لان الجور معصیۃ متعلقۃ بالعباد والمنع من الزنا من حقوق اللہ تعالٰی وحق العبد مقدم عند التعارض لاحتیاجہ وغنی المولٰی تعالٰی اھ) ویکون مکروھا (ای تحریما بحر) لخوف الجور فان تیقنہ (ای الجور) حرم اھ ملخصا مزیدا من رد المحتار۔ ما بین الخطین اقول ویؤید تعلیل البحر حدیث ابن ابی الدنیا وابی الشیخ عن جابر بن عبد اللہ وابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا ان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ۔[2]

تو ثانی کا اعتبار مقدم وراجح ہوگا چنانچہ اس صورت میں نکاح فرض نہیں بلکہ مکروہ ہوگا، کمال نے فتح میں اس کا افادہ فرمایا، شاید خوف جور کو خوفِ زنا پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہو کہ جور وظلم ایسا گناہ ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور زنا سے باز رہنا حقوق اللہ سے ہے اور حق عبد بوقتِ تعارض حق اللہ پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ عبد محتاج ہے اور مولٰی تعالٰی غنی ہے اھ) اور اس صورت میں نکاح مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہوگا جبکہ ظلم کا خوف ہو اور اگر ظلم کا یقین ہو تو حرام ہے۔ قوسین میں زائد عبارتیں رد المحتار سے لی گئی ہیں۔ اقول (میں کہتا ہوں کہ) بحر کی بیان کردہ علت کی تائید کرتی ہے ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ کی وہ حدیث جس کو حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ غیبت سے بچو کیونکہ غیبت زنا سے سخت تر ہے اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے اور توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی (ت)

(۵) اگر حاجت کی حالت اعتدال پر ہو یعنی نہ نکاح سے بالکل بے پروائی نہ اس شدت کا شوق کہ بے نکاح وقوعِ گناہ کا ظن بالیقین ہو ایسی حالت میں نکاح سنت ہے مگر بشرطیکہ عورت اپنے نفس پر اطمینان کافی رکھتی ہو کہ مجھ سے ترکِ اطاعت اور حقوقِ شوہر کی اضاعت اصلًا واقع نہ ہوگی۔

---

[1] درمختار — کتاب النکاح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۱۸۵
رد المحتار — " — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۲/۶۱-۲۶۰
[2] جامع الاحادیث للسیوطی — قسم الاقوال — حدیث ۹۳۱۰ — دار الفکر بیروت — ۳/۳۹۰

(۶) اگر ذرا بھی اس کا اندیشہ ہو تو اس کے حق میں نکاح سنّت نہ رہے گا صرف مباح ہوگا بشرطیکہ اندیشہ حدِ ظن تک نہ پہنچے ورنہ اباحت جدا سرے سے ممنوع و ناجائز ہوجائے گا کما سبق (جیسا کہ پیچھے گزرا۔ ت) درمختار میں ہے:

یکون سنۃ مؤکدۃ فیاثم بترکہ (مع الاصرار) حال الاعتدال (ای الاعتدال فی التوقان ان لایکون بالمعنی المارّ فی الواجب والفرض وھو شدّۃ الاشتیاق وان لایکون فی غایۃ الفتور کالعنین ولذا فسرہ فی شرحہ علی الملتقی بان یکون بین الفتور والشوق وفی البحر والمراد حالہ عدم الخوف من الجور وترک الفرائض والسنن فلوخاف فلیس معتدلا فلا یکون سنۃ فی حقہ کما افادہ فی البدائع، وترک الشارح قسما سادسا ذکرہ فی البحر عن المجتبٰی وھو الاباحۃ ان خاف العجز عن الایفاء بواجبہ اھ ای خوفا غیر راجح والا کان مکروھا تحریما لان عدم الجور من مواجبہ[1] اھ ملتقطا مزیدا من ابن عابدین۔

اور حال اعتدال میں نکاح سنّتِ مؤکدہ ہوتا ہے جس کے (باصرار) ترک پر گناہ لازم ہوتا ہے (اعتدال سے مراد یہ ہے کہ غلبۂ شہوت اس حد تک پہنچا ہوا نہ ہو جیسا کہ نکاحِ واجب و فرض میں گزرا یعنی جماع کا اشتیاق شدید اور نہ ہی انتہائی طور پر کمزور اور قاصر ہو جیسا کہ عنین۔ اسی واسطے شرح ملتقی میں اس کی تفسیر یوں فرمائی کہ وہ فتور اور شوق کے درمیان ہو۔ بحر میں ہے کہ اس سے مراد آدمی کا وہ حال ہے جس میں اسے ظلم، ترک فرائض اور ترک سُنن کا خوف نہ ہو، اور اگر اسے ان امور کا خوف ہے تو وہ معتدل نہیں، لہذا اس کے لئے نکاح سنت نہیں ہوگا جیسا کہ بدائع میں اس کا افادہ فرمایا، اور شارح نے نکاح کی چھٹی قسم کا ذکر نہیں فرمایا جس کو بحر نے مجتبٰی سے ذکر کیا اور وہ ہے نکاح کا مباح ہونا جبکہ لوازمِ نکاح کو پورا نہ کرسکنے کا خوف ہو اھ اور یہ اباحت نکاح کا حکم تب ہوگا جب لوازم کی عدمِ ادائیگی کا خوف راجح نہ ہو ورنہ مکروہ تحریمی ہوگا کیونکہ عدمِ جور لوازمِ نکاح میں سے ہے اھ ملتقطا ــــ زائد عبارتیں ابن عابدین سے لی گئی ہیں۔ (ت)

حکم بحالت سنیت بیشک نکاح کی ترغیب بتاکید کی جائے اور اس سے انکار پر سخت اعتراض پہنچتا ہے اسی قدر جتنا ترکِ سنّت پر چاہئے اور درصورت اباحت نہ نکاح پر اصلا جبر کا اختیار نہ اس سے انکار پر کچھ اعتراض وانکار کہ مباح کو شرع مطہر نے مکلّف کی مرضی پر چھوڑا ہے چاہے کرے یا نہ کرے، پھر انصاف

---

[1] درمختار — کتاب النکاح — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۸۵

[2] ردالمحتار — ״ ״ ״ — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۲/۲۶۱

کی میزان ہاتھ میں لیجئے تو عورتوں کے حق میں سنیت نکاح بھی بہت ندرت سے ثابت ہوگی ہزار میں ایک ہی ایسی نکلے گی جس کے لئے سنت کہہ سکیں، کیا کسی عورت کی نسبت خود وہ یا اس کے اولیاء یا یہ تشدد والے حضرات پورے طور پر ضامن ہوجائیں گے کہ اس سے نافرمانی شوہر یا اس کے کسی حق میں ادنی تقصیر واقع ہونے کا اصلاً اندیشہ نہیں، ایسی بے معنی ضمانت وہی کرسکتا ہے جسے نہ مردوں کے حقوقِ عظیمہ پر اطلاع، نہ عورات کی عادات ونقصان عقل ودین پر وقوف کیا، حدیث صحیح میں حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سُنا کہ:

رأیت النار فلم ار کالیوم منظرا قط افظع ورأیت اکثر اھلھا النساء۔

میں نے دوزخ ملاحظہ فرمائی تو آج کی برابر کوئی چیز سخت وشنیع نہ دیکھی اور میں نے اہلِ دوزخ میں عورتیں زیادہ دیکھیں۔

فقالوا یا رسول اللہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ، یعنی حضور! اس کا کیا سبب ہے؟ قال بکفرھن فرمایا ان کے کفر کے باعث۔ قیل یکفرن باللہ عرض کی گئی کیا اللہ عزوجل سے کفر کرتی ہیں؟ قال یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں لو احسنت الی احداھن الدھر ثم رأت منک شیئاً قالت ما رأیت منک خیرا قط[1] اگر تُو ان میں سے کسی کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر ذرا سی بات خلافِ مزاج تجھ سے دیکھے تو کہے میں نے تو کبھی تجھ سے کوئی بھلائی نہ دیکھی رواہ الشیخان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اس کو شیخین نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا۔ت)

**حدیث ۲**: فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان المرأۃ خلقت من ضلع اعوج لن تستقیم لک علیٰ طریقۃ فان استمتعت بھا وبھا عوج وان ذھبت تقیمھا کسرتھا وکسرھا طلاقھا[2] رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ ونحوہ

عورت ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے ہرگز کسی راہ پر تیرے لئے سیدھی نہ ہوگی، اگر تُو اس سے نفع لے تو اس کی کجی کے ساتھ نفع لے اور سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے، اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے (اس کو امام مسلم وترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

---

[1] صحیح بخاری باب صلوٰۃ الکسوف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۴

صحیح مسلم " " " ۲/۲۸۳

[2] صحیح مسلم باب الوصیۃ بالنساء " " " ۱/۲۹۸

احمد وابن حبان والحاکم عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تعالٰی عنہ سے اور اس کی مثل کو امام احمد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حاصل یہ کہ پسلی ٹوٹ جائے گی مگر سیدھی نہ ہوگی، عورت بھی بائیں پسلی سے بنی ہے نہ نبھے تو طلاق دے دے مگر ہر طرح موافق آئے یہ مشکل ہے۔

**حدیث ۳:** ایک بی بی نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میں عورتوں کی فرستادہ ہوں حضور کی بارگاہ میں جن عورتوں کو خبر ہے اور جنھیں خبر نہیں سب میری اس حاضری کی خواہاں ہیں، اللہ عزوجل مردوں عورتوں سب کا پروردگار خدا ہے اور حضور مردوں عورتوں سب کی طرف اس کے رسول، اللہ عزوجل نے مردوں پر جہاد فرض کیا کہ فتح پائیں تو دولتمند ہوجائیں اور شہید ہوں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں رزق پائیں اور ہم عورتیں اُن کے کاموں کا انتظام کرنے والیاں ہیں تو ہمارے لئے وُہ کون سی طاعت ہے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ فرمایا:

طاعۃ ازواجھن بحقوقھم وقلیل منکن من یفعلہ[1]۔ رواہ البزاز والطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

شوہروں کی اطاعت اور اُن کے حق پہچاننا اور اس کی کرنے والیاں تم میں تھوڑی ہیں (اس کو بزاز اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

**حدیث ۴:** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

حاملات والدات مرضعات رحیمات باولادھن لولا ما یأتین الی ازواجھن لدخل مصلیاتھن الجنۃ[2] اخرجہ الامام احمد وابن ماجۃ والطبرانی فی الکبیر

حمل کی سختیاں اٹھانے والیاں، دُودھ پلانے والیاں، جننے کی تکلیف جھیلنے والیاں، اپنے بچوں پر مہربانیں اگر نہ ہوتی وُہ تقصیر جو اپنے شوہروں کے ساتھ کرتی ہیں تو اُن کی نماز پڑھنے والیاں سیدھی جنت میں

---

[1] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی — حق المرأۃ علی الزوج — دار الکتاب بیروت — ۴/۳۰۶

مصنف عبد الرزاق — حدیث ۵۹۱۴ — حبیب الرحمٰن الاعظمی بیروت — ۸/۴۱۳

[2] المعجم الکبیر — حدیث ۷۹۰۶ — المکتبۃ الفیصلیہ بیروت — ۸/۳۰۲

مسند امام احمد — دار الفکر بیروت — ۵/۲۵۲

والحاکم فی المستدرک عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جاتیں (اس کو امام احمد، ابن ماجہ، کبیر میں طبرانی نے اور مستدرک میں حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا۔ ت)

توسنیت درکنار اکثر عورتوں کے لئے حدیث اباحت ہی ثابت رہے یہی بڑی بات ہے پھر اُن کے انکار پر اعتراض اور نکاح پر اصرار کی کیا سبیل نہ کہ اعتراض بھی معاذ اللہ تا حد اکفار اور اصرار بھی ہم پہلوئے اکراہ و اجبار، ولہٰذا احادیث میں وارد کہ حقوقِ شوہر اُن کی شدت سُن کر متعدد بیبیوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے عمر بھر نکاح نہ کرنے کا عہد کیا اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا مگر جاہل و اعظین خصوصاً واعظات ہمیشہ خدا و رسول سے بڑھ کر چلا چاہتے ہیں جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

**حدیث ۱:** ایک زن خثعمیہ نے خدمتِ اقدس حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! حضور مجھے سُنائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے کہ میں زنِ بے شوہر ہوں اُس کے ادا کی اپنے میں طاقت دیکھوں تو نکاح کروں ورنہ یوں ہی بیٹھی رہوں، فرمایا:

فان حق الزوج علی الزوجۃ ان سألھا نفسھا وھی علی ظھر بعیر ان لا تمنعہ نفسھا ومن حق الزوج علی الزوجۃ ان لا تصوم تطوعا الا باذنہ فان فعلت جاعت وعطشت ولا یقبل منھا ولا تخرج من بیتھا الا باذنہ فان فعلت لعنتھا ملئکۃ السماء و ملئکۃ الارض و ملئکۃ الرحمۃ و ملئکۃ العذاب حتی ترجع۔

تو بیشک شوہر کا حق زوجہ پر یہ ہے کہ عورت کجاوہ پر بیٹھی ہو اور مرد اُسی سواری پر اس سے نزدیکی چاہے تو انکار نہ کرے اور مرد کا حق عورت پر یہ ہے کہ اُس کے بے اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے اگر رکھے گی تو عبث بھوکی پیاسی رہی روزہ قبول نہ ہوگا اور گھر سے بے اذنِ شوہر کہیں نہ جائے اگر جائے گی تو آسمان کے فرشتے زمین کے فرشتے رحمت کے فرشتے، عذاب کے فرشتے سب اُس پر لعنت کرینگے جب تک پلٹ کر آئے۔

یہ ارشاد سُن کر اُن بی بی نے عرض کی: لاجرم لا اتزوج ابدًا ٹھیک ٹھیک یہ ہے کہ میں کبھی نکاح نہ کرونگی رواہ الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (اس کو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

---

ل کشف الاستار عن زوائد البزار باب حق الزوج علی المرأۃ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/۱۷۷
مجمع الزوائد " " دار الکتاب بیروت ۴/۷-۳۰۶

تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

**حدیث ۲:** ایک بی بی نے دربارِ دُربار سیّد الابرار صلّے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: میں فلاں دخترِ فلاں ہُوں۔ فرمایا: میں نے تجھے پہچانا اپنا کام بتا۔ عرض کی: مجھے اپنے چچا کے بیٹے فلاں عابد سے کام ہے۔ فرمایا: میں نے اُسے بھی پہچانا یعنی مطلب کہہ۔ عرض کی: اُس نے مجھے پیام دیا ہے۔ تو حضور ارشاد فرمائیں کہ شوہر کا حق عورت پر کیا ہے اگر وُہ کوئی چیز میرے قابو کی ہو تو میں اُس سے نکاح کرلوں۔ فرمایا:

من حقه لو سال منخراه دما او قیحا فلحسته بلسانها ما ادت حقه لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها اذا دخل علیها بما فضله الله علیها۔

مرد کے حق کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اگر اُس کے دونوں نتھنے خُون یا پیپ سے بہتے ہوں اور عورت اُسے اپنی زبان سے چاٹے تو شوہر کے حق سے ادا نہ ہُوئی اگر آدمی کا آدمی کو سجدہ روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ مرد جب باہر سے آئے اس کے سامنے آئے اسے سجدہ کرے کہ خدا نے مرد کو فضیلت ہی ایسی دی ہے۔

یہ ارشاد سُن کر وُہ بی بی بولیں:

والذی بعثك بالحق لا اتزوج ما بقیت الدنیا۔[1] رواه البزار والحاکم عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه۔

قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں زہتی دنیا تک نکاح کا نام نہ لُوں گی (اس کو بزاز اور حاکم نے حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرمایا۔ ت)

**حدیث ۳:** ایک صاحب اپنی صاحبزادی کو لے کر درگاہِ عالم پناہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہُوئے اور عرض کی: میری یہ بیٹی نکاح کرنے سے انکار رکھتی ہے حضور والا صلوات اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اطیعی اباك اپنے باپ کا حکم مان۔ اُس لڑکی نے عرض کی: قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں نکاح نہ کروں گی جب تک حضور یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا حق عورت پر کیا ہے۔ فرمایا:

---

[1] مستدرک کتاب النکاح باب حق الزوج علی الزوجۃ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۸۹

[2] کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۱۴۶۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۱۷۸

حق الزوج علی زوجتہ لوکانت بہ قرحۃ فلحستہا او انتثر منخراہ صدیدا او دما ثم ابتلعتہ ماادت حقہ۔

شوہر کا حق عورت پر یہ ہے اگر اس کے کوئی پھوڑا ہو عورت اسے چاٹ کر صاف کرے یا اُس کے نتھنوں سے پیپ یا خون نکلے عورت اسے نگل لے تو مرد کے حق سے ادا نہ ہوئی۔

اس لڑکی نے عرض کی،

والذی بعثک بالحق لا اتزوج ابدا۔

قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں کبھی شادی نہ کروں گی۔

حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لا تنکحوھن الا باذنھن[1] عورتوں کا نکاح نہ کرو جب تک ان کی مرضی نہ ہو۔

رواہ البزار وابن حبان فی صحیحہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اس کو بزاز اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

امام حافظ زکی الملۃ والدین عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند جید اور اس کے سب راوی ثقات مشہورین ہیں انتہی، سبحان اللہ اس حدیث جلیل کو دیکھئے دختر ناکتخدا کو نکاح سے انکار، باپ کو اصرار، باپ حضور کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں، صاحبزادی عین دربار اقدس میں قسم کھاتی ہیں کہ کبھی نکاح نہ کروں گی۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ اُس انکار کرنے والی پر ناراض ہوتے ہیں نہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ اولیاء کو ہدایت فرماتے ہیں کہ جب تک ان کی مرضی نہ ہو ان کا نکاح نہ کرو، کہاں یہ ارشادِ ہدایت بنیاد کہاں وُہ جبروتی حکم زبردستی کا ظلم کہ اگرچہ ایک بار نکاح ہوچکا اب بیوہ ہوگئی خواہی نخواہی دوبارہ نکاح پر جبر کرو اور پھر بیوہ ہو تو پھر سہ بارہ گلا دباؤ اگر مان لے تو خیر، اور انکار کرے تو کافرہ ہوگئی، اور ساتھ لگے اولیا کی بھی خیر نہیں اگر وُہ خواہ مخواہ نکاح نہ کردیں تو اُن پر بھی معاذ اللہ اللہ عزوجل کا غضب ٹوٹے عیاذاً باللہ یزید پلید کی طرح غارت ہوں، مرتے وقت ایمان جانے کا اندیشہ، مزہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک ایک حکم شریعت مطہرہ کا اُنھوں نے چھوڑا دوسرے حکم فرض قطعی کے ترک کی یہ مسلمانوں کو تاکید کرتے ہیں کہ وُہ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، حالانکہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصلوٰۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت

ہر مسلمان کے جنازہ کی نماز تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد

---

[1] کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۱۴۶۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۱۷۸

براکان اوفاجرا وان ھو عمل الکبائر۔ اخرجہ ابوداؤد وابویعلی والبیھقی فی سننہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح علٰی اصولنا معشر الحنفیۃ۔

چاہے اُس نے کتنے ہی گناہ کبیرہ کئے ہوں (اس کو امام ابوداؤد، ابویعلی اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایسی سند کے ساتھ روایت فرمایا جو ہمارے یعنی احناف کے اصول کے مطابق صحیح ہے۔ ت)

دُوسری حدیث میں ہے، مولائے دوجہاں سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صلوا علٰی کل میت۔ اخرجہ ابن ماجۃ عن واثلۃ والد ابی الطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ہر (مسلمان) میت کی نماز جنازہ پڑھو۔ (اس کو ابن ماجہ نے واثلہ والدِ ابی الطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے حضور سیدِ عالم مولائے اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صلوا علٰی من قال لا الٰہ الا اللہ۔ اخرجہ ابوالقاسم الطبرانی فی معجمہ الکبیر وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء عن عبداللہ ابن الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس کو ابوالقاسم طبرانی نے اپنی معجم کبیر اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ ابن فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرمایا۔ (ت)

معاذ اللہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے احکام کو پس پشت ڈالنا اور اپنی طرف سے نئی شریعت نکالنا بیوہ کے نکاح نہ کرنے سے لاکھ درجے بدتر ہے، جبھی تو کہا تھا کہ یہ حضرات اور کو خندق سے بچائیں اور خود ٹھہرے کنویں میں گر جائیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بالجملہ عند التحقیق عامۂ زنان خصوصاً زنانِ زمان کے حق میں غایت درجہ حکم اباحت ہے اور مباح سے انکار پر اصلاً مواخذہ نہیں خصوصاً جب اس کے ساتھ اور کوئی مصلحت بھی ترکِ نکاح پر داعی ہو۔

صحیح حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ ہانی بنت ابی طالب خواہر

---

۱؎ سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الغزو مع ائمۃ الجور آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۴۳
السنن الکبرٰی باب الصلوٰۃ خلف من لا یحمد فعلہ دارصادر بیروت ۳/۱۲۱

۲؎ سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب فی الصلوٰۃ علٰی اہل القبلہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۰

۳؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۳۶۲۲ مروی از عبداللہ ابن عمر المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۲/۴۴۷

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو پیام نکاح دیا، عرض کی:

مالی عنك رغبة یارسول اللہ ولکن لا احب ان اتزوج وبنی صغار۔

یارسول اللہ! کچھ حضور سے مجھے بے رغبتی تو ہے نہیں مگر مجھے یہ نہیں بھاتا کہ میں نکاح کروں اور میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناہ علی طفل فی صغرہ وارعاہ علی بعل فی ذات یدہ[1]۔ رواہ الطبرانی عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہا بر جال ثقات، قالت خطبنی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت فذکرہ۔

عرب کی تمام عورتوں میں بہتر زنان قریش ہیں اپنے بچے پر اُس کے بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ نگاہ رکھنے والیاں۔ (اس کو طبرانی نے حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ثقہ راویوں پر مشتمل سند کے ذریعہ روایت کیا، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے عرض کی، اور آگے حدیث مذکورہ کو ذکر کیا۔ ت)

دوسری صحیح حدیث میں ہے، جب حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے انھیں پیام دیا، یوں عرض کی:

یارسول اللہ لانت احب الی من سمعی وبصری وحق الزوج عظیم فاخشی ان اضیع حق الزوج[2] ملخصا۔ اخرجہ ابن سعد بسند صحیح عن الشعبی مرسلا۔

یارسول اللہ! بیشک حضور مجھے اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے زیادہ پیارے ہیں اور شوہر کا حق بڑا ہے میں ڈرتی ہوں کہ حق شوہر مجھ سے فوت نہ ہو۔ ملخصا (اس کو ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ شعبی سے مرسلاً روایت فرمایا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے:

فخطبہا الی نفسہا فقالت کیف بہذا ضجیعا وہذا رضیعا والولدین بین یدیہا[3]۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے نکاح کے لئے فرمایا اپنے دو بچوں کی طرف اشارہ فرما کر

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۶۷ مروی از ام ہانی رضی اللہ عنہا المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۴/ ۴۷۔

[2] الطبقات الکبری لابن سعد باب ذکر من خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من النساء دار صادر بیروت ۸/ ۱۵۲

[3] " " " " " " " " " " " "

رواہ عن ابی نوفل بن عقرب ایضا مرسلا۔

اشارہ کرکے عرض کی یہ دُودھ پینے اور یہ ساتھ سونے کو بہت ہے۔ (اس کو بھی ابن سعد نے ابو نوفل بن عقرب سے مرسلاً روایت کیا۔ ت)

اُمّ المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے شوہرِ اوّل حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بیوہ ہُوئیں امیر المومنین صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُنھیں پیغامِ نکاح کردیا، انکار کردیا، پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پیام دیا، انکار کردیا، پھر حضور سیّد المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پیام دیا، عرض کی:

انی امرأۃ غیری وانی امرأۃ مصیبۃ و لیس احد من اولیائی شاھدا۔

میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواجِ مطہرات سے شکر رنجی کا خیال ہے) اور عیال دار ہوں اور میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے عذروں پر کچھ عتاب نہ فرمایا نہ یہ ارشاد ہوا کہ تم سنت سے منکر ہوتی ہو تم پر شرعی الزام ہے، بلکہ عذر سُن کر اُن کے علاج و جواب ارشاد فرمادئے کہ تمہارے رشک کے لئے ہم دُعا فرمائیں گے اللہ تعالٰی اسے دُور کردے (چنانچہ ایسا ہی ہُوا ام المومنین ام سلمہ باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن کے ساتھ اس طرح رہتی تھیں گویا یہ ازواج ہی میں نہیں صلے اللہ تعالٰی علی بعلہن وعلیہن وبارک وسلم اور تمہارے بچے اللہ و رسول کے سپرد ہیں اور تمہارا کوئی ولی حاضر و غائب میرے ساتھ نکاح کو ناپسند نہ کرے گا رواہ احمد والنسائی وغیرھما عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہا بسند صحیح[1] (اس کو امام احمد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بسندِ صحیح روایت کیا۔ ت)

ابن ابی عاصم کی روایتوں میں ہے منجملہ عذروں کے یہ بھی عرض کی کہ امّا انا فکبیرۃ السن میری عمر زیادہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا فانا اکبر منکِ[2] میں تم سے بڑا ہوں۔ رواہ من طریق عبدالواحد بن ایمن عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہا (ابن عاصم نے اس کو عبدالواحد بن ایمن کے طریق سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے اور اُنھوں نے اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت فرمایا۔ ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل — مروی از ام سلمہ — دارالفکر بیروت — ۶/۳۱۲
سنن النسائی — کتاب النکاح — المکتبۃ السلفیہ لاہور — ۲/۶۸

[2] طبقات الکبرٰی لابن سعد — باب ذکر فی خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نساء — دار صادر بیروت — ۸/۹۱

ام المومنین (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے ۶۰ھ یا ۶۱ یا ۶۲ میں وفات پائی، عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی قالہ الواقدی وکثیر من العلماء نقلہ عنہم فی الاصابۃ[1] وھو الصواب کما فی الزرقانی (واقدی اور کثیر علماء نے یہی کہا ہے جن سے اصابہ میں نقل کیا اور یہی درست ہے جیسا کہ زرقانی میں ہے۔ ت) اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آخر شوال ۴ھ ہجری میں ان سے نکاح فرمایا ھو الصحیح کما فی الزرقانی (یہی صحیح ہے جیسا کہ زرقانی میں ہے۔ ت) تو جس وقت انھوں نے ترکِ نکاح کے لئے عمر زیادہ ہونے کا عذر عرض کیا ہے تیئس سال کی نہ تھیں یہی کوئی چھبیس ستائیس برس کی عمر تھی رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے ابن سعد انھیں ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ انھوں نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| بلغنی انہ لیس امرأۃ یموت زوجھا وھو من اھل الجنۃ وھی من اھل الجنۃ ثم لم تزوج بعدہ الا جمع اللہ بینھما فی الجنۃ۔ | جس عورت کا شوہر مرجائے اور وہ دونوں جنتی ہوں پھر عورت اُس کے بعد نکاح نہ کرے تو اللہ تعالٰی اُن دونوں کو جنت میں جمع فرمائے۔ |

اسی بنا پر انھوں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا تھا آؤ ہم تم عہد کریں کہ جو پہلے مرجائے دوسرا اس کے بعد نکاح نہ کرے، مگر یہ علمِ الٰہی میں امہات المومنین میں داخل ہونے والی تھیں، حضرت ابوسلمہ نے قبول نہ فرمایا[2] رواہ من طریق عاصم الاحول عن زیاد بن ابی مریم عنہا رضی اللہ تعالٰی عنہا (اس کو بطریق عاصم احول زیاد بن ابی مریم سے روایت کیا اور انھوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت فرمایا۔ ت)

---

ع۱ صحح الاول الیعمری والثانی ابوعمر بن عبدالبر والثالث الحافظ فی التقریب وھنالک تصحیح رابع وھو سلسۃ ۵۹ھ صححہ القسطلانی فی المواھب قال الزرقانی وھو معارض بھذہ التصحیحات واللہ تعالٰی اعلم۔ (م)

اول کو یعمری، ثانی کو ابوعمر بن عبدالبر اور ثالث کو حافظ نے تقریب میں صحیح قرار دیا اور یہاں ایک چوتھی تصحیح ۵۹ھ کی بھی ہے جس کو قسطلانی نے مواہب میں صحیح قرار دیا، زرقانی نے فرمایا کہ وہ ان تصحیحات کے معارض ہے، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] الاصابہ فی تمییز الصحابہ ذکر ام سلمہ نمبر ۱۳۰۹ دارصادر بیروت ۴/ ۶۰-۴۵۹

[2] الطبقات الکبرٰی ذکر من غلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من النساء دارصادر بیروت ۸/ ۸۸

[3] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ذکر ام سلمہ رضی اللہ عنہا دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۲۴

حضرت سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہا کے شوہر شہید ہوئے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ اُمید کرتے ہیں کہ اگر میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں اُن کی زوجہ ہوں (بیوی بنوں)، فرمایا: ہاں۔

احمد فی المسند حدثنا ابواحمد ثنا ابان عبد اللہ البجلی عن کریم بن ابی حازم عن جدتہ سلمٰی بنت جابر انہا زوجہا استشہد فاتت عبد اللہ بن مسعود فقالت انی امرأۃ استشہد زوجی وقد خطبنی الرجال فابیت ان اتزوج حتی القاہ فترجونی ان اجتمعت انا وہو ان اکون من ازواجہ قال نعم فقال لہ رجل مارأیناک نقلت ہذا اذقاعدناک قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول ان اسرع امتی لحوقا فی الجنۃ امرأۃ من احمس۔[1]

امام احمد نے اپنی مسند میں یوں بیان فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد نے، انھوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابان بن عبداللہ بجلی نے، انھوں نے کریم بن ابی حازم سے، اور انھوں نے اپنی دادی سلمٰی بنت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا کہ ان (حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے شوہر شہید ہوئے تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں وہ عورت ہوں جس کے شوہر شہید ہوگئے ہیں اور بہت سے مردوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا مگر میں نے نکاح سے انکار کیا تاوقتیکہ میں اپنے شوہر سے ملوں، کیا آپ میرے متعلق امید کرتے ہیں کہ اگر میں اور میرا شوہر جمع ہوئے تو میں ان کی بیوی بنوں گی؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ہاں۔ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ جب سے ہم آپ کے پاس بیٹھ رہے ہیں آپ کو یہ نقل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بیشک جنت میں سب سے جلد مجھ سے ملنے والی ایک عورت ہے احمس (قریش) سے۔ (ت)

حضرت سید سعید شہید سیدنا امام حسین صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کی زوجہ مطہرہ رباب بنت امرئ القیس کہ حضرت اصغر و حضرت سکینہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں بعد شہادت امام مظلوم رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت شرفائے قریش نے انھیں پیام نکاح دیا، فرمایا،

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از عبداللہ بن مسعود دارالفکر بیروت ۱/۴۰۳

ماکنت لاتخذ حموا بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[1]

میں وُہ نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنا خسر بناؤں۔ (ت)

جب تک زندہ رہیں نکاح نہ کیا ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل (ابن اثیر نے اسے کامل میں ذکر کیا ہے۔ت) مرثیہ حضرت امام انام رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتی ہیں:ؔ

واللہ لا ابتغی صھرا بصھرکم

حتی اغیب بین الرمل والطین[2]

خدا کی قسم میں تمہارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں گی یہاں تک کہ ریت اور مٹی میں دفن کردی جاؤں

ذکرہ ھشام بن الکلبی (اس کو ہشام بن کلبی نے ذکر کیا۔ت) بلکہ علامہ ابوالقاسم عماد الدین محمود ابن فریابی کتاب خالصۃ الحقائق لما فیہ من اسالیب الدقائق میں صحابیات حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک بی بی رباب نامی رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ذکر کرتے ہیں:

انھا کانت زوجا لرجل یقال لہ عمرو فتعاھدا أیھما مات قبل الاخر لایتزوج الذی یبقی حتی یموت فمات فاقامت مدۃ فزوجھا ابوھا فرأت فی تلک اللیلۃ عمرا انشدھا ابیاتا فاصبحت مذعورۃ وقصت علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم القصۃ فامرھا ان تستأنس بالوحدۃ حتی تموت وامر زوجھا بفراقھا ففعل ذلک۔

یعنی وُہ ایک شخص عمرو نامی کی زوجہ تھیں اُن کے آپس میں عہد ہولیا تھا کہ جو پہلے مرے دوسرا تادمِ مرگ نکاح نہ کرے، عمرو کا انتقال ہوا، رباب ایک مدت تک بیوہ رہیں پھر ان کے باپ نے اُن کا نکاح کردیا، اُسی رات اپنے پہلے شوہر کو خواب میں دیکھا اُنھوں نے کچھ شعر اس معاملے کی شکایت میں پڑھے یہ صبح کو خائف وترساں اُٹھیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حال عرض کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرتے دم تک تنہائی میں جی بہلائیں اور اس شوہر کو حکم دیا کہ انھیں چھوڑ دے، اُنھوں نے چھوڑدیا۔ (ت)

نقلہ الحافظ فی الاصابۃ وقال ھی حکایۃ مشھورۃ لغیر ھذین[3] الخ (اس کو حافظ نے الاصابہ میں نقل کیا اور فرمایا کہ یہ حکایت ان دونوں کے غیر کے لئے مشہور ہے الخ ت) بلکہ احادیث میں ہے خود

---

[1] الکامل فی التاریخ لابن اثیر ذکر مقتل حسین رضی اللہ عنہ دارصادر بیروت ۴/ ۸۸

[2]

[3] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ محمود بن احمد فریابی الرباب غیر منسوبہ " " " ۴/ ۳۰۰

حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس بیوہ کی نہایت تعریف فرمائی جو اپنے یتیم بچّوں کو لئے بیٹھی رہے اور اُن کے خیال سے نکاحِ ثانی نہ کرے،

**حدیث ۱**: سُنن ابوداؤد میں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| انا وامرأۃ سفعاء الخدین کھاتین یوم القیٰمۃ واومی بیدہ یزید بن زریع السبابۃ والوسطی امرأۃ ایمت من زوجھا ذات منصب وجمال حبست نفسھا علی یتاماھا حتی بانوا او ماتوا[1] | میں اور چہرہ کا رنگ بدلی ہُوئی عورت روزِ قیامت ان دُو انگلیوں کے مثل ہوں گے (راوی نے انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کرکے بتایا یعنی جیسے یہ دُو انگلیاں پاس پاس ہیں یُونہی اسے روزِ قیامت میرا قُرب نصیب ہوگا) وہ عورت کہ اپنے شوہر سے بیوہ ہُوئی عزّت والی صورت والی باایں ہمہ اُس نے اپنے یتیم بچّوں پر اپنی جان کو روک رکھا یہاں تک کہ وُہ اُس سے جُدا ہوگئے یا مرگئے (چہرہ کی رنگت بدلی ہُوئی سیاہی مائل ہونا یہ کہ نئے شوہری کے سبب بناؤ سنگار کی حاجت نہیں)۔ |

**حدیث ۲**: ابن شبران انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ایما امرأۃ قعدت علی بیت اولادھا فھی معی فی الجنۃ[2] | جو عورت اپنی اولاد پر بیٹھی رہے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔ |

**حدیث ۳**: ابویعلیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| انا اول من یفتح باب الجنۃ الا انی اری امرأۃ تبادرنی فاقول لھا مالك ومن انت فتقول انا امرأۃ قعدت علی ایتام لی[3] | سب سے پہلے جو دروازۂ جنّت کھولے گا وُہ میں ہُوں مگر میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ مجھ سے آگے جلدی کریگی میں فرماؤں گا تجھے کیا ہے اور تُو کون ہے، وہ عرض کریگی میں وُہ عورت ہُوں کہ اپنے یتیموں پر بیٹھی رہی۔ |

---

[1] سُنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی فضل من عال الیتامیٰ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۴۵

[2] کنز العمال بحوالہ ابن لشبران عن انس حدیث ۴۵۱۳۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/۴۰۸

[3] مسند ابی یعلیٰ حدیث ۶۶۲۱ موسسہ علوم القرآن بیروت ۶/۱۲۵

امام عبدالعظیم منذری فرماتے ہیں: اسنادہ حسن ان شاء اللہ تعالٰی (اس کی اسناد ان شاء اللہ تعالٰی حسن ہے۔ ت)

تنبیہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بہشت میں تشریف لے جانا بارہا ہوگا، اولیت مطلقہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے، دروازہ کھلنا حضور والا ہی کے لئے ہوگا، رضوان داروغہ جنت عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں، حضور پر کوئی نبی مرسل بھی تقدیم نہیں پاسکتا۔ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اجمعین۔

یہ سب مضامین احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی بعض فقیر نے اپنے رسالہ مبارکہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں ذکر کیں۔ حضور کے بعد جو اور بندگانِ خدا جائیں گے دروازہ کھلا پائیں گے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پہلے سے فتح باب فرما چکے ہوں گے۔

قال تعالٰی جنّٰت عدن مفتحة لهم الابواب[1] اللہ تعالٰی نے فرمایا: بسنے کے باغ ان کے لئے سب کے دروازے کھلے ہوئے۔ (ت)

یہاں جو اُس عورت کا آگے ہونا وارد ہوا یہ اور بار کے تشریف لے جانے میں ہے، جب اہتمام کار اُمت میں آمد و رفت فرماتے ہوں گے نہ کہ خاص بارِ اوّل میں، وباللہ التوفیق (اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہی ہے۔ ت)

الحمد للہ اس تحقیقِ انیق سے مسئلہ کا حکم بھی بنہایت ایضاح منصۂ ظہور پر مرتفع ہوا اور اہل تشدد کے وہ متعصبانہ احکام بھی مخذول و مندفع والحمد للہ علی ما وفق وعلم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا محمد و آلہ وسلم (تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اس کے توفیق اور علم عطا فرمانے پر، اور اللہ تعالٰی درود و سلام نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفٰے اور آپ کی آل پر۔ ت) یہاں تک نفس نکاح اور اس پر اجبار اور عورت یا اولیاء کی جانب سے ترک یا انکار اور ان کے انکار پر زجر و انتہار کا حکم تھا۔

اب رہا نکاحِ ثانی پر طعن **اقول** وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے۔ ت) ہماری تحقیقِ سابق سے روشن ہوا کہ نکاحِ ثانی مطلقاً فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ عام زنان کیلئے نہایت درجہ مباح ہی ہے اور مباح پر طعن صرف اُسی صورت میں کفر ہوسکتا ہے کہ اُس کی اباحت ضروریاتِ دین سے ہو اور باوصف اس کے یہ شخص اُسے شرعاً مباح نہ جانے، نکاحِ ثانی کی اباحت تو بیشک ضروریاتِ دین

---

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۵۰

سے ہے کہ تمام مسلمین اُس سے آگاہ، قرآن عظیم کی متعدد آیتیں اُس پر گواہ۔

قال اللہ تعالٰی عسٰی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن (الٰی قولہ تعالٰی) ثیبٰت وابکارا[1]، وقال تعالٰی فلما قضی زید منہا وطرا زوجنکہا[2]، وقال تعالٰی فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ[3]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انھیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے (اللہ تعالٰی کے قول) ثیبٰت وابکارا (بیاہیاں اور کنواریاں) تک۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: پھر زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ (زینب) تمہارے نکاح میں دے دی۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ آئے۔ (ت)

کریمہ وانکحوا الایامٰی[4] (اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہیں۔ ت) میں ایم کے نکاح کردینے کو فرمایا، ایم ہر زنِ بے شوہر کو کہتے ہیں جس کے اطلاق میں کنواری، مطلقہ، بیوہ سب داخل۔ اگرچہ ایم خاص بیوہ کا نام نہیں بالخصوص بیوہ کے لئے یہ آیتیں ہیں قال تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ ت):

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا فاذا بلغن اجلہن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسہن بالمعروف واللہ بما تعملون خبیر ○ ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء او اکننتم فی انفسکم علم اللہ انکم ستذکرونہن ولکن لا تواعدوہن سرا الا ان تقولوا قولا

اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہوجائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافقِ شرع کریں اور اللہ تعالٰی کو تمہارے کاموں کی خبر ہے، اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم نے عورتوں کے نکاح کا پیام دیا اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کروگے۔ ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں

---

[1] القرآن الکریم ۶۶/۵
[2] " " ۳۳/۳۷
[3] " " ۲/۲۳۰
[4] " " ۲۴/۳۲

معروفا ۝ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[1]

معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو جب تک لکھا ہُوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے۔ (ت)

وقال اللہ تعالٰی،

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج فان خرجن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن من معروف واللہ عزیز حکیم[2] ۝

اور جو تم میں مریں اور بیویاں چھوڑ جائیں وُہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے، پھر اگر وُہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انھوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا، اور اللہ تعالٰی غالب حکمت والا ہے (ت)

ان آیات کریمہ کا جملہ جملہ جوازِ نکاح بیوہ پر نص صریح ہے، پھر حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و اہلبیتِ کرام وصحابۂ عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے قولاً و فعلاً و تقریراً اس کی اباحت متواتر، اُمّ المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سوا تمام ازواجِ مطہرات حضور سیّد الکائنات علیہ وعلیہن الصلوات والتحیات ثیبات تھیں کما ثبت ذٰلک فی صحیح البخاری من حدیث نفسہا و من حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم (جیسا کہ صحیح بخاری میں خود ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث سے ثابت ہے۔ ت) مگر کلام اس میں ہے کہ جاہلانِ ہند جو اُسے ننگ و عار سمجھتے ہیں آیا اس بنا پر ہے کہ اُسے از رُوئے شریعت ہی حلال نہیں جانتے ایسا ہو تو بیشک کفر ہے مگر انصافاً عامۂ ناس سے اس کا اصلاً ثبوت نہیں، جس مسلمان سے پُوچھئے صاف اقرار کرے گا کہ شرعاً بے شک جائز ہم ناجائز و حرام نہیں جانتے بلکہ از رُوئے رسم لوگوں کے نزدیک ایک ننگ و عار کی بات ہے بخیال طعن و بدنامی اس سے احتراز ہے ایسے خیالات پر ہرگز حکم تکفیر نہیں ہوسکتا سلفاً و خلفاً تمام لوگوں میں معاملاتِ دُنیویہ میں مصالح دُنیویہ کے لحاظ سے ہی باہم ایک دوسرے پر صدہا مباحات میں طعن و سرزنش رائج ہے وہاں کیوں گیا، یہ کیوں کیا، فلاں سے کیوں ملا حالانکہ یہ سب امور مباحات شرعیہ ہیں یہ تو خاص خاص ہر شخص کے اپنے ذاتی معاملات میں ہے اور مصطلحات عامہ قوم یا شاملۂ ملک میں بھی بہت باتیں مباح شرعی ہیں کہ بوجہ عرف و عادت معیوب ٹھہری ہیں کہ اس احتراز و اعتراض میں اکثر یہ حضرات مکفرین بھی شریک مثلاً باپ کے سامنے اپنے زوج یا زوجہ سے ہمکلام ہونا خصوصاً نئے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۳۵

[2] " " ۲/ ۲۴۰

دنوں میں۔ یوں ہی باپ یا پیر وغیرہما بزرگوں کے حضور حقہ پینا، دختر و داماد جب رات کو ایک پلنگ پر ہوں اُن کے پاس جانا پاس بیٹھنا بات کرنا اُن کا بدستور لیٹے رہنا۔ ماں بہن بیٹی کا اپنے بیٹے بھائی باپ کے سامنے سینہ و پستان کھولے پھرنا، شریف عورتوں کا بُرقع اوڑھ کر سربازار سودے خریدنا، اجنبی لوگوں سے باتیں کرنا، ان میں کون سی بات شرعاً ممنوع و ناجائز ہے مگر رسم و رواج و اصطلاح حادث کی وجہ سے اب تمام اہل حیا انھیں عیب جانتے ہیں جو ایسے امور کا مرتکب ہو اُس پر طعن کریں گے، کیا اُس بنا پر معاذ اللہ سب مسلمان کافر ٹھہریں گے اسی قبیل کا طعن و اعتراض یہاں کے عوام کو نکاحِ ثانی میں ہے تو اُس پر بے تکلف حکمِ کفر جاری کرنا سخت مجازفت اور کلمۂ طیبہ پر بیباکانہ جرأت ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ صحیح حدیث سے ثابت کہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سالی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کا پانی خود بھر کر لاتیں اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے لئے بیرونِ شہر دو میل پر جا کر دانہائے خرمہ جمع فرماتیں اُن کی گٹھری پیادہ پا اپنے سر مبارک پر اُٹھا کر لاتیں ایک بار پلٹتے ہوئے راہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک جماعت انصار کرام کے ملے حضور نے اُنھیں بُلایا اور اونٹ کو بیٹھنے کا حکم فرمایا کہ اپنے پیچھے سوار فرمالیں، اُنھوں نے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیا کی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت کا خیال آیا، نہ مانا۔ حضرت زبیر سے حال کہا، فرمایا واللہ تمھارا گٹھلیاں سر پر لے کر چلنا مجھ پر زیادہ سخت تھا اس سے کہ تم حضور کے ساتھ سوار ہو لیتیں۔ صحیحین میں ہے:

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت تزوجنی الزبیر و ماله فی الارض من مال ولا مملوك ولا شئ غیر ناضح وغیر فرسه فکنت اعلف فرسه و استقی الماء و اخرز غربه و اعجن ولم اکن احسن اخبز وکان تخبز جارات لی من الانصار وکنت نسوة صدق وکنت انقل النوی من ارض الزبیر التی اقطعه رسول اللہ

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا مجھ سے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا حالانکہ زمین میں اس کے پاس نہ کوئی مال تھا اور نہ ہی کوئی مملوک اور ایک اونٹنی اور ایک گھوڑے کے سوا کوئی شئ اس کے پاس نہ تھی، میں اس کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کو پانی پلاتی تھی اور اس کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، ہماری ہمسائی انصار عورتیں تھیں جو کہ بہت اچھی عورتیں تھیں وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھی اور میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی رأسی وھی من علی ثلثی فرسخ فجئت یوما والنوی علی رأسی فلقیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومعہ نفر من الانصار فدعانی ثم قال اخ اخ لیحملنی خلفہ فاستحییت ان اسیر مع الرجال وذکرت الزبیر وغیرتہ وکان اغیر الناس فعرف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی قد استحییت فمضی فجئت الزبیر فقلت لقینی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی راسی النوی ومعہ نفر من اصحابہ فاناخ لارکب فاستحییت منہ و عرفت غیرتک فقال واللہ لحملک النوی کان اشد علی من رکوبک معہ قالت حتی ارسل ابو بکر بعد ذلک بخادم یکفینی سیاسۃ الفرس فکانما اعتقنی[1]

زمین سے جو کہ انھیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دی تھی اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی جبکہ وہ زمین مجھ سے دو تہائی فرسخ (یعنی تقریباً چھ کلومیٹر) دور تھی، ایک دن میں گٹھلیاں سر پر اٹھا کر آرہی تھی پس میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملی اور آپ کے ساتھ انصار میں سے چند افراد تھے آپ نے مجھے بلایا پھر (اونٹ کو بٹھانے کے لئے) فرمایا: اُخ اُخ، تاکہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیں مجھے شرم آئی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں، مجھے زبیر اور اس کی غیرت یاد آئی جبکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غیور تھے، جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ میں شرم کر رہی ہوں، چنانچہ آپ تشریف لے گئے، پھر میں زبیر کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ملے جبکہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام تھے آپ نے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہوجاؤں مجھے اس سے شرم آئی اور میں نے تمہاری غیرت کو یاد کیا، زبیر نے کہا بخدا تمہارا گٹھلیوں کو سر پر اٹھانا سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار ہونے سے مجھ پر زیادہ سخت تھا۔ حضرت اسماء نے کہا میرا یہ حال رہا حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے بعد میری طرف ایک خادم بھیجا جو مجھ سے گھوڑے کے انتظام سے کفایت کرتا تھا گویا کہ اس نے مجھے آزاد کردیا۔ (ت)

تکفیر کرنے والے حضرات ذرا سچ سچ کہیں اُن کے یہاں کے معزز شریف شہری لوگ کیا اسے روا رکھیں گے کہ ان کی شریف خاندانی بیبیاں گھر کا پانی کنویں سے بھر کر لائیں شہر سے دو دو کوس پر جاکر گھوڑے کیلئے گھاس چھیلیں گھاس کا گٹھا سر پر رکھ کر سر بازار لائیں، بہنوئی نہیں خاص اپنے حقیقی بھائی ہی کے پیچھے مرد ل

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۸۶

کے مجمع میں اونٹ پر چڑھی پھریں، کیا وہ ان باتوں کو عیب نہ جانیں گے، کیا وہ ان پر طعن نہ کریں گے، اگر نہیں تو زبانی جمع خرچ کی نہیں سہی ذرا کر دکھائیں، اور اگر ہاں تو پہلے اپنی نسبت حکم بتائیں پھر اور مسلمانوں پر منہ آئیں، میں اس قسم کی بکثرت حدیثیں پیش کرسکتا ہوں مگر عاقل کو ایک حرف کافی اور ناعنصف کو دفتر ناوافی بلکہ اگر نظر تدقیق کیجئے تو ایک وجہ وہ بھی نکل سکتی ہے کہ کوئی شخص ان بلاد میں نکاح ثانی کو ممنوع شرعی جانے اور اس کی تکفیر کی طرف اصلا راہ نہ ہو وہ یہ کہ مثلاً زید زعم کرے کہ نکاح ثانی فی نفسہ اگرچہ مباح ہے مگر ان امصار و امصار میں نکاح بیوہ پر لوگ طعنہ زن ہو کر کبیرۂ شدیدہ میں واقع ہوتے اور اس عورت کی مذمت کرتے اور اس سے نفرت رکھتے ہیں تو یہاں اس کا فعل مسلمانوں کے ایسے مہالک عظیمہ میں واقع ہونے اور ان پر دروازۂ کبائر و اتباع شیطان کھلنے کا باعث ہوگیا ہے اور جو مباح ایسے امور کی طرف منجر ہو اس عارض کی وجہ سے مباح نہیں رہتا شرعاً قابل احتراز ہوجاتا ہے۔ نظیر اس کی عوام کے سامنے حقائق عالیہ و دقائق غالیہ کا ذکر جو ان کے مدارک و اقسام سے ورا ہو کہ اشاعت علم فرض اور کتمان حرام، مگر یہاں عوام کا فتنہ میں پڑنا گناہ میں مبتلا ہونا متوقع، لہذا ان کے سامنے ایسا بیان شرعاً ممنوع۔

**حدیث میں ہے:**

حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ۔[1] رواہ البخاری فی صحیحہ عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ موقوفا علیہ والدیلمی فی مسند الفردوس عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

لوگوں سے وہ باتیں کہو جنھیں وہ پہچانیں، کیا یہ چاہتے ہو کہ لوگ اللہ و رسول کی تکذیب کریں (اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے موقوفاً روایت کیا اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ (ت)

**حدیث ۲:**

امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم۔[2] رواہ الامام ابو عبد الرحمٰن السلمی ومن طریقہ الدیلمی والحسن بن سفیان فی مسندہ وابو الحسن التمیمی فی کتاب العقل عن

ہمیں حکم ہے کہ لوگوں سے بقدر ان کی عقول کے کلام کریں۔ اس کو امام عبد الرحمٰن سلمی اور ان کے طریق سے دیلمی اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابو الحسن تمیمی نے کتاب العقل میں حضرت عبد اللہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب من خص بالعلم قوما الخ مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴

[2] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۶۱۱ مطبع دار البازکۃ المکرمۃ ۱/ ۳۹۸

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور انھوں نے نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔

**حدیث ۳:**

ماحدث احدکم قوما بحدیث لا یفھمونہ الا کان فتنۃ علیھم[1]۔ رواہ العقیلی و ابن السنی وابونعیم فی الریاضۃ وغیرھم عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

تم میں سے کوئی شخص کسی قوم سے کوئی ایسی حدیث کہ ان کی سمجھ سے ورا ہو بیان نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ حدیث ان پر فتنہ ہو جائے گی (اس کو عقیلی، ابن سنی اور ابونعیم نے الریاضۃ میں اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

دوسری روایت میں ہے:

لاتحدثوا امتی من احادیثی الا ما تحتملہ عقولھم فیکون فتنۃ علیھم[2]۔ رواہ عنہ ابونعیم و من طریقہ الدیلمی وفیہ فکان ابن عباس یخفی اشیاء من حدیثہ ویفشیھا الی اھل العلم۔

میری اُمت سے میری حدیثیں نہ بیان کرو مگر وہ جو ان کی عقلیں اُٹھالیں کہ وہ حدیث اُن پر فتنہ ہو جائے گی۔ اس کو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ابونعیم نے اور ان کے طریق سے دیلمی نے روایت کیا اور اس میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث سے کچھ اشیاء مخفی رکھتے اور انھیں اہلِ علم پر ظاہر فرماتے۔ ت

تیسری روایت میں ہے:

یاابن عباس لاتحدث قوما حدیثا لا تحتملہ عقولھم[3]۔ رواہ عنہ

اے ابن عباس! لوگوں سے وہ حدیث بیان نہ کرو جو اُن کی عقل میں نہ آئے۔ (اس کو مسند الفردوس

---

[1] اتحاف السادۃ بحوالہ العقیلی فی الضعفاء بیان ما بدل من الفاظ العلوم مطبع دار الفکر بیروت ۱/۲۵۳

[2] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۷۳۱۲ مطبع دار الباز مکۃ المکرمہ ۵/۱۴

[3] " " " " ۸۴۳۴ " " " ۵/۳۵۹

فی مسند الفردوس۔

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرمایا۔ ت)

**حدیث ۴** : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ماانت بمحدث قوما حدیثا لا تبلغہ عقولھم الا کان لبعضھم فتنۃ۔[1] رواہ مسلم فی مقدمۃ صحیحہ۔

تو جب کسی قوم سے وہ حدیث بیان کرے گا جس تک ان کی عقل نہ پہنچے وہ ضرور ان میں کسی پر فتنہ ہو جائے گی۔ (اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں روایت فرمایا۔ ت)

**قلت** ومن ھذا الباب ما کان الامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ یخفی فی بعض مجالسہ القول برویۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ لیلۃ المعراج کما ذکرہ الزرقانی وقد صح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال حفظت عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعائین اما احدھما فبثثتہ واما الاٰخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم[2]۔ رواہ البخاری۔

**قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اپنی بعض مجالس میں حضرت امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شب معراج نبی اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رؤیت باری تعالٰی کے قول کو چھپانا اسی باب سے ہے جیسا کہ زرقانی نے ذکر کیا، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث صحیح مروی ہے کہ میں نے نبی انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے علم کی دو نوعیں یاد کیں ان میں سے ایک کو تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اور رہی دوسری تو اس کو اگر پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے۔ اس کو بخاری نے روایت فرمایا۔ (ت)

**نظیر ۲** : عمامہ کا شملہ چھوڑنا یقیناً سنت مگر جہاں جہال اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے متاخرین نے غیر حالتِ نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا منشاء وہی حفظِ دینِ عوام ہے۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی رسالۂ آدابِ لباس میں فرماتے ہیں:

فقہاء را بر ارسال شملہ براہین قیاسی بسیار ست و ارسالِ آں سنتِ مؤکدہ دانند وعلمائے متاخرین سوائے صلوات پنجگانہ را ارسال ندارند از برائے طعن ومسخرۂ جہالِ زمانہ اھ ملخصاً[3]

فقہاء کے پاس شملہ چھوڑنے پر بہت سے دلائل قیاسیہ موجود ہیں اور وہ اس کو سنتِ مؤکدہ سمجھتے ہیں مگر علماء متاخرین جہالِ زمانہ کے طعن وتمسخر سے بچنے کے لئے سوائے نماز پنجگانہ کے شملہ نہیں چھوڑتے ہیں اھ ملخصاً (ت)

---

[1] الصحیح المسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹/۱

[2] الصحیح البخاری کتاب العلم باب حفظ العلم " " " ۲۳/۱

[3] رسالہ آدابِ لباس عبدالحق محدث دہلوی

نظیر ۳: قرآن عظیم کی دسوں قرأتیں حق اور دسوں منزل من اللہ، دسوں طرح حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پڑھا اور حضور سے صحابہ، صحابہ سے تابعین، تابعین سے ہم تک پہنچا تو ان میں ہر ایک کا پڑھنا بلاشبہہ قرأتِ قرآن و نورِ ایمان و رضائے رحمان ہے۔ بایں ہمہ علماء نے ارشاد فرمایا کہ جہاں جو قرأت رائج ہو نماز و غیر نماز میں عوام کے سامنے وہی قرأت پڑھیں، دوسری قرأت جس سے ان کے کان آشنا نہیں نہ پڑھیں مبادا وہ اس پر ہنسنے اور طعن کرنے سے اپنا دین خراب کرلیں۔ ہندیہ میں ہے:

فی الحجۃ قراءۃ القرآن بالقراءات السبعۃ والروایات کلھا جائزۃ ولکنی ادعی الصواب ان لایقرء القراءۃ العجمیۃ بالامالات و الروایات الغریبۃ کذا فی التاتارخانیۃ[1]

حجہ میں ہے کہ ساتوں قراءات اور تمام روایات میں قرآن مجید پڑھنا جائز ہے لیکن میں اس بات کو درست سمجھتا ہوں کہ نامانوس قرأت میں امالات اور روایات غریبہ کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھا جائے، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لان بعض السفھاء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی الاثم والشقاء ولاینبغی للائمۃ ان یحملوا العوام علی مافیہ نقصان دینھم ولایقرأ عندھم مثل قراءۃ ابی جعفر وابن عامر وعلی بن حمزۃ والکسائی صیانۃ لدینھم فلعلھم یستخفون او یضحکون وان کان کل القراءات والروایات صحیحۃ فصیحۃ و مشائخنا اختاروا قراءۃ ابی عمرو حفص عن عاصم[2] من التاتارخانیۃ عن فتاوی الحجۃ۔

اس لئے کہ بعض بیوقوف وہ کچھ کہیں گے جو وہ جانتے نہیں ہیں تو گناہ اور بدبختی میں مبتلا ہوجائیں گے، اور ائمہ کے لئے مناسب نہیں کہ وہ عوام کو اس چیز پر برانگیختہ کریں جس میں ان کے دین کا نقصان ہے اور عوام کے دین کو بچانے کے لئے ان کے پاس ابوجعفر ابن عامر، علی بن حمزہ اور کسائی کی قرأۃ میں قرآن مجید نہ پڑھا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے وہ اس کو ہلکا جانیں اور اس پر ہنسیں اگرچہ تمام قراءات و روایات صحیح اور فصیح ہیں۔ ہمارے مشائخ نے ابوعمرو حفص کی قرأۃ کو اختیار کیا ہے جو عاصم سے مروی ہے اور تاتارخانیہ از فتاوی حجہ۔ (ت)

---

[1] فتاوی ہندیہ — الفصل الرابع فی القراءۃ — ندائی کتب خانہ پشاور — ۱/۷۹

[2] ردالمحتار — فصل فی القراءۃ — دار احیاء التراث العربی بیروت — ۱/۳۶۴